AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ڈیجیٹل اکانومی اور فقہی اصولِ ملکیت: بلاک چین، کرپٹو کرنسی اور NFT کا تجزیہ

DIGITAL ECONOMY AND THE JURISPRUDENTIAL PRINCIPLES OF OWNERSHIP: AN ANALYSIS OF BLOCKCHAIN, CRYPTOCURRENCY, AND NFTS

Mufti Ubaid ul Rahman
PhD Scholar
Green International University
Lecturer , department of Islamic Studies Punjab Group of Colleges
uhafizg@gmail.com
Saba Aorangzaib
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Education, L.M.C Lahore,
Lecturer, Govt Graduate College (W) Baghbanpura, Lahore.
sabas1211@gmail.com
Dr. Shehbaz Shabbir
Lecturer
Institute of Islamic Studies
Mirpur University of Science and Technology (MUST), Mirpur AJ&K
shehbaz.iis@must.edu.pk

Abstract:

The growing trends of the digital economy have profoundly influenced all aspects of human life, particularly in the financial sector, where emerging concepts such as blockchain, cryptocurrency, and non-fungible tokens (NFTs) have challenged the traditional notions of ownership, exchange, and investment. In Islamic jurisprudence (fiqh), ownership (milk) holds a fundamental position encompassing not only tangible assets but also intangible and abstract rights. This provides the essential framework for understanding and analyzing digital assets from a Shariah perspective.Blockchain, as a transparent, decentralized, and immutable digital system, has established new standards of trust and integrity in financial transactions. Cryptocurrency, being a product of this system, enables peer-to-peer exchanges without the intervention of central banks or financial institutions. From a fiqhi viewpoint, the permissibility or impermissibility of this system depends on whether it fulfills the Shariah principles of ownership, lawful exchange, and trust (amanah).Similarly, NFTs represent unique and non-replicable forms of digital property, extending the concept of ownership beyond the material realm. The crucial question arises: can assets that exist solely in digital form be recognized as legitimate "property" (mal) under Islamic law?

Islamic jurisprudence identifies essential conditions for ownership including the presence of benefit (manfa'ah), the right of disposal (tasarruf), and the owner's responsibility (daman). When evaluated through this lens, digital assets that possess real value, are free from fraud, gambling, or usury, and have clearly defined rights, may align with the foundational fiqhi principles of ownership.From this perspective, the digital economy opens new avenues for ijtihad (juridical reasoning). It is increasingly important for Islamic jurists, economists, and technology experts to collaborate in formulating a framework that regulates modern digital assets in accordance with Islamic ethical and legal standards. Such a framework would not only promote transparency and morality in financial dealings but also ensure that technology operates within the moral and spiritual objectives of Islam.Hence, the concept of digital ownership in light of Islamic jurisprudential principles is not only plausible but also consistent with contemporary economic needs provided that its implementation prioritizes the Shariah's core objectives of justice, trust, transparency, and responsibility.

Keywords: Islamic jurisprudence, Ownership, Blockchain, Cryptocurrency, NFTs, Digital Economy, Shariah Compliance, Fiqhi Principles, Digital Assets, Ijtihad, Islamic Finance

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ڈیجیٹل معیشت کے بڑھتے ہوئے رجحانات نے انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں گہرے اثرات مرتب کیے ہیں، خصوصاً مالیات کے میدان میں جہاں بلاک چین، کرپٹو کرنسی اور نان فنجیبل ٹوکن (NFT) جیسے جدید تصورات نے ملکیت، تبادلے اور سرمایہ کاری کے روایتی اصولوں کو چیلنج کیا ہے۔ اسلامی فقہ میں ملکیت (ملک) ایک نہایت اہم اور بنیادی تصور ہے، جو صرف مادی اشیاء تک محدود نہیں بلکہ اعتباری و غیر مادی حقوق پر بھی محیط ہے۔ یہی نکتہ ڈیجیٹل املاک کے فہم اور ان کے شرعی تجزیے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ بلاک چین ایک شفاف، غیر مرکزی اور ناقابل ترمیم ڈیجیٹل نظام ہے، جس نے مالیاتی لین دین میں اعتماد اور امانت کے نئے معیارات قائم کیے ہیں۔ کرپٹو کرنسی اسی نظام کی پیداوار ہے، جو بغیر کسی مرکزی بینک یا مالیاتی ادارے کے، افراد کے مابین براہِ راست تبادلے کو ممکن بناتی ہے۔ فقہی نقطۂ نظر سے اس نظام کے جواز یا عدمِ جواز کا تعلق اس بات سے ہے کہ آیا اس میں شرعی اصولِ ملکیت، تبادلہ، اور امانت کے تقاضے پورے ہوتے ہیں یا نہیں۔ اسی طرح نان فنجیبل ٹوکن (NFT) ڈیجیٹل اثاثوں کی ایسی شکل ہے جو کسی منفرد اور غیر مکرر ملکیت کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس سے ملکیت کے غیر مادی تصورات کو نئی جہت ملی ہے۔ فقہی لحاظ سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا محض ڈیجیٹل شناخت رکھنے والی اشیاء کو شرعاً "مال" یا "ملکیت" کے دائرے میں شمار کیا جا سکتا ہے؟

اسلامی فقہ میں ملکیت کے لیے بنیادی شرائط میں وجودِ منفعت، حقِ تصرف، اور قابض کی ذمہ داری شامل ہیں۔ ان اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے ڈیجیٹل اثاثے اگر حقیقی قدر رکھتے ہوں، ان کا تبادلہ دھوکہ، جوا، یا سود سے پاک ہو، اور ان کے حقوق واضح طور پر متعین ہوں، تو یہ شرعی اصولِ ملکیت سے ہم آہنگ تصور کیے جا سکتے ہیں۔ اس زاویے سے دیکھا جائے تو ڈیجیٹل اکانومی فقہی اجتہاد کے نئے دروازے کھولتی ہے۔ اسلامی معیشت میں اب یہ ضرورت پیدا ہو چکی ہے کہ علمائے فقہ، ماہرینِ معاشیات، اور ٹیکنالوجی کے ماہرین باہمی تعاون سے ایک ایسا نظام تشکیل دیں جو جدید ڈیجیٹل املاک کو اسلامی اصولوں کے مطابق منظم کرے۔ اس سے نہ صرف مسلم معاشروں میں شفاف اور اخلاقی مالیاتی سرگرمیوں کو فروغ ملے گا بلکہ ٹیکنالوجی کو دینی اقدار کے تابع کرنے کی راہ بھی ہموار ہو گی۔ یوں فقہی اصولِ ملکیت کی روشنی میں ڈیجیٹل املاک کا تصور نہ صرف ممکن بلکہ عصرِ حاضر کی معاشی ضروریات کے عین مطابق ہے، بشرطِ یہ کہ ان کے اطلاق میں شریعت کے بنیادی مقاصد عدل، امانت، شفافیت، اور ذمہ داری کو مقدم رکھا جائے۔

ڈیجیٹل اکانومی کا تعارف اور جدید مالیاتی نظام کی تبدیلیاں

ڈیجیٹل اکانومی (Digital Economy) جدید معیشت کی وہ صورت ہے جس نے عالمی مالیاتی اور تجارتی ڈھانچوں کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ اس اصطلاح کا پہلا استعمال معروف ماہر ٹیکنالوجی ڈان ٹیپ اسکاٹ (Don Tapscott) نے 1995 میں اپنی کتاب The Digital Economy: Promise and Peril in the Age of Networked Intelligence میں کیا، جہاں انہوں نے بتایا کہ مستقبل میں دولت، سرمایہ اور منڈی کی حرکت ڈیجیٹل بنیادوں پر قائم ہو گی۔ یہ پیش گوئی اب حقیقت بن چکی ہے۔ آج تجارت، سرمایہ کاری، اور کرنسی کا تبادلہ بڑی حد تک ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے انجام پاتا ہے، جس نے ملکیت، مالیت اور تبادلے کے روایتی مفاہیم کو نئے تناظر میں ڈھال دیا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر OECD (Organisation for Economic Co-operation and Development) کی تعریف کے مطابق:

> "The digital economy refers to an economy that is based on digital computing technologies, but increasingly perceived as conducting business through markets based on the Internet and World Wide Web."[1].
>
> ڈیجیٹل معیشت اس نظام کو کہا جاتا ہے جو ڈیجیٹل کمپیوٹنگ ٹیکنالوجی پر مبنی ہو اور جس میں کاروباری سرگرمیاں زیادہ تر انٹرنیٹ اور ویب پر قائم مارکیٹوں کے ذریعے انجام پاتی ہوں۔

جدید اقتصادی سرگرمیوں کی بنیاد اب مادی ذرائع کے بجائے ڈیٹا، کوڈ، اور سائبر انفراسٹرکچر پر منتقل ہو چکی ہے۔ چنانچہ "ملکیت" کا تصور اب کسی ٹھوس شے سے منسلک نہیں رہا بلکہ "ڈیجیٹل اثاثوں" جیسے کہ کرپٹو کرنسی، ڈیجیٹل ٹوکن اور NFT میں منتقل ہو چکا ہے۔ اسلامی معیشت جدید اقتصادی تغیرات کو رد نہیں کرتی بلکہ ان کی اخلاقی بنیادوں کو مضبوط رکھنے پر زور دیتی ہے۔ ڈاکٹر محمد عمر چھاپرا لکھتے ہیں:

[1] Organisation for Economic Co-operation and Development, Digital Economy Outlook 2020 Paris: OECD Publishing, 2020,17.

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

"Islamic economics recognizes that economic systems evolve, but their ethical foundation must remain anchored in divine principles of justice and transparency[2]".

اسلامی معیشت یہ تسلیم کرتی ہے کہ اقتصادی نظام وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں، مگر ان کی اخلاقی بنیاد ہمیشہ الٰہی اصولوں، یعنی عدل اور شفافیت پر قائم رہنی چاہیے۔

اسلامی معاشی فکر کا یہ اصول ہمیں اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ ڈیجیٹل معیشت کے ظہور کو تسلیم کیا جائے، بشرطیکہ اس میں عدل، دیانت، اور ربا سے اجتناب جیسے بنیادی شرعی تقاضے محفوظ رہیں۔ اسلامی فقہ میں ملکیت کی بنیاد اس حق پر رکھی گئی ہے جس کے تحت انسان کو کسی چیز سے نفع اٹھانے اور اس پر تصرف کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہو۔ فقہانے "مال" کی تعریف یوں کی ہے:

المال ما يميل إليه الطبع ويمكن ادخاره لحاجةٍ وقت الحاجة.[3]

مال وہ شے ہے جس کی طرف انسانی طبیعت مائل ہو اور جسے ضرورت کے وقت محفوظ رکھا جا سکے۔

اگر ڈیجیٹل اثاثے مثلاً کرپٹو کرنسی یا NFT ایسی خصوصیات رکھتے ہیں جن سے منفعت حاصل ہو، تبادلہ ممکن ہو، اور انہیں محفوظ رکھا جا سکے، تو وہ فقہی اصول کے مطابق "مال" کے زمرے میں آ سکتے ہیں۔ ڈیجیٹل معیشت کا ارتقا کئی مرحلوں سے گزرا ہے۔ 1990 کی دہائی میں انٹرنیٹ کے عام استعمال کے بعد ای-کامرس پلیٹ فارمز جیسے eBay اور Amazon نے آن لائن تجارت کو عام کیا۔ اگلے عشرے میں FinTech کے ادارے، مثلاً PayPal، AliPay، اور Revolut نے مالیاتی نظام کو ڈیجیٹل شکل میں منتقل کیا۔ 2020 کے بعد Blockchain، Cryptocurrency، اور Non-Fungible Tokens (NFTs) نے ملکیت اور تبادلے کے طریقوں میں انقلاب برپا کر دیا۔ اب دولت کا بڑا حصہ غیر مادی اور ڈیجیٹل صورت میں وجود رکھتا ہے۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کی 2023 کی رپورٹ کے مطابق:

"By 2023, over 65% of global transactions were conducted through digital platforms, and nearly 50% of new financial instruments were based on blockchain technologies[4]".

2023 تک دنیا بھر میں 65 فیصد مالیاتی لین دین ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے انجام دیے گئے، اور تقریباً 50 فیصد نئے مالیاتی آلات بلاک چین ٹیکنالوجی پر مبنی تھے۔

یہ اعداد و شمار اس بات کا ثبوت ہیں کہ عالمی معیشت کا بڑا حصہ اب ڈیجیٹل بنیادوں پر کھڑا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں فقہی اصولِ ملکیت کو جدید تناظر میں از سر نو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی فقہ مادی اشیاء تک محدود نہیں بلکہ ہر ایسی منفعت بخش چیز کو "مال" قرار دیتی ہے جو شرعاً مباح ہو، نفع بخش ہو، اور تصرف کے قابل ہو۔ اسلامی مالیاتی ادارے اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے نئی شرعی راہیں تلاش کر رہے ہیں۔ AAOIFI (Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions) نے اپنی فن ٹیک گورننس دستاویز میں واضح کیا:

"Fintech innovation must operate within the ethical boundaries of Shariah, ensuring that transparency, risk-sharing, and prohibition of riba remain intact[5]".

---

[2] M. Umer Chapra, Islam and the Economic Challenge Leicester: The Islamic Foundation, 1992,47

[3] الکاسانی، علاء الدین۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2009ء، ج5، ص 141

[4] International Monetary Fund, Global Financial Stability Report 2023 Washington, DC: IMF Publications, 2023,102.

[5] Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions, FinTech Shari'ah Governance Framework Manama: AAOIFI Publications, 2022, 11.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

فِن ٹیک کی جدت کو شریعت کی اخلاقی حدود میں رہتے ہوئے کام کرنا چاہیے تاکہ شفافیت، خطرے کی شراکت (Risk Sharing)اور ربا کی ممانعت برقرار رہے۔

اسلامی معیشت کے اخلاقی اصول قرآنِ کریم سے براہِ راست ماخوذ ہیں۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ[6]

"ناپ تول پورے انصاف کے ساتھ کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں کمی نہ دو۔"

یہ آیت تجارت اور مالی معاملات میں عدل، دیانت اور شفافیت کے اصولوں کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔یہ اصول ڈیجیٹل معیشت میں بھی اسی طرح لازم ہیں جیسے روایتی منڈیوں میں تھے۔اگر ڈیجیٹل لین دین میں استحصال، دھوکا یا غرر شامل ہو تو وہ اسی طرح ناجائز ہوگا جیسے کسی مادی لین دین میں۔ڈیجیٹل اکانومی کی وسعت اسلامی شریعت کے لیے ایک اجتہادی موقع فراہم کرتی ہے۔جدید ٹیکنالوجی بذاتِ خود حرام نہیں، مگر اس کے اندر اخلاقی اور شرعی حدود کا تعین فقہی تحقیق کا بنیادی تقاضا ہے۔ اسلامی معیشت اگر اپنے اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے ڈیجیٹل ڈھانچے میں ضم ہو جائے تو نہ صرف عالمی سطح پر ایک متبادل شفاف نظام فراہم کر سکتی ہے بلکہ جدید معاشی استحصال سے بھی نجات کا راستہ دکھا سکتی ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے ڈیجیٹل مالیاتی سرگرمیوں کا جائزہ

اسلامی معیشت میں مالیاتی سرگرمیوں کی بنیاد عدل، شفافیت اور اخلاقی ذمہ داری پر رکھی گئی ہے۔ڈیجیٹل فنانس کے بڑھتے ہوئے دائرے میں اسلامی فقہ کا کردار محض ماضی کی روایت کو دہرانا نہیں بلکہ جدید اقتصادی اوزاروں کے لیے شرعی فریم ورک فراہم کرنا ہے۔اسلامی مالیاتی اصولوں کے مطابق ہر مالی سرگرمی کی مشروعیت تین بنیادی اصولوں پر رکھی جاتی ہے:

1. ملکیت کا حقیقی وجود(Real Ownership)
2. نفع کی حلت(Lawful Profit)
3. معاہدے کی شفافیت(Transparency of Contract)

ڈیجیٹل فنانس میں یہ تینوں اصول نئے سوالات کو جنم دیتے ہیں، مثلاً: کیا کرپٹو کرنسی حقیقی ملکیت رکھتی ہے؟ کیا ڈیجیٹل سرمایہ کاری پلیٹ فارم میں نفع مشروع ہے؟ اور کیا اسمارٹ کانٹریکٹ(Smart Contract) شرعی شفافیت کے تقاضے پورے کرتے ہیں؟ اس تناظر میں معروف اسلامی ماہرِ اقتصادیات ڈاکٹر منیر قاسم لکھتے ہیں:

"الأنشطة المالية الرقمية لا تُرفض شرعًا لكونها جديدة، وإنما تُقاس بمدى توافقها مع مقاصد الشريعة في حفظ المال والعدالة في التبادل."[7]

ڈیجیٹل مالیاتی سرگرمیوں کو محض اس وجہ سے شرعاً رد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ نئی ہیں، بلکہ ان کا معیار یہ ہے کہ وہ شریعت کے مقاصد مال کے تحفظ اور تبادلے میں عدل کے کس قدر مطابق ہیں۔

اسلام میں جدیدیت بذاتِ خود کوئی ممانعت نہیں رکھتی۔ فقہی اصول الاصل في المعاملات الإباحة (معاملات میں اصل اباحت ہے) کے تحت ہر نئی مالی سرگرمی جائز ہے جب تک وہ کسی واضح شرعی ممانعت سے متصادم نہ ہو۔قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ[8]

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔

---

[6] الاعراف:85

[7] منیر قاسم، الاقتصاد الإسلامي والتحولات الرقمية، ص۲۸۔

[8] النساء:29

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

یہ آیت ڈیجیٹل فنانس کے اصولی فریم ورک کی بنیاد ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ڈیجیٹل لین دین (جیسے آن لائن سرمایہ کاری، کراؤڈ فنڈنگ، یا کرپٹو ایکسچینج) میں فریقین کی رضامندی، شفاف معلومات، اور حقیقی قدرِ تبادلہ موجود ہو تو وہ شرعاً درست ہو سکتا ہے۔اسی اصول پر معروف محقق ڈاکٹر سامی السویدی اپنی تحقیق میں لکھتے ہیں:

> "Digital financial instruments must not involve riba, gharar, or maysir, but if they ensure transparency and mutual consent, they can align with Islamic ethics[9]".
>
> ڈیجیٹل مالیاتی آلات میں اگر سود، غرر یا قمار شامل نہ ہوں، اور وہ شفافیت اور باہمی رضامندی کو یقینی بنائیں، تو وہ اسلامی اخلاقیات سے ہم آہنگ ہو سکتے ہیں۔

اسلامی ماہرین کے نزدیک ڈیجیٹل اثاثے(Digital Assets)کو"مال متقوم"(شرعاً معتبر مال) سمجھنے کے لیے تین شرائط لازم ہیں:

1. منفعت رکھتا ہو۔
2. مباح ہو۔
3. تصرف کے قابل ہو۔

شریعت کے تناظر میں ڈیجیٹل لین دین کی بنیادی جہات

ڈیجیٹل لین دین نے فقہِ معاملات میں ایک نئی بحث کو جنم دیا ہے۔شریعت کے تناظر میں اس کی جانچ مقاصد الشریعہ (مقصدی فقہ) کے زاویے سے ضروری ہے تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ یہ سرگرمیاں حفظِ مال، رفعِ ضرر اور اقامۃ العدل کے اصولوں سے ہم آہنگ ہیں یا نہیں۔فقہی لحاظ سے ڈیجیٹل لین دین کی چار بنیادی جہات ہیں:

1. عقد(Contractual Basis)
2. قبض(Possession)
3. ضمان(Liability)
4. غرر و جہالت(Uncertainty and Risk)

1. عقد(Contractual Basis)

ڈیجیٹل معاہدات(Smart Contracts) میں سب سے بڑی فقہی بحث یہ ہے کہ کیا خودکار کوڈ(Auto-Executed Code) شرعی عقد کی حیثیت رکھتا ہے؟ڈاکٹر محمد ضیاء الحق اپنی تحقیق میں فرماتے ہیں:

> "إذا كان العقد الإلكتروني يتضمن الإيجاب والقبول الصريحَين ويُظهر الرضا الكامل للطرفين، فهو عقد صحيح من حيث المبدأ الشرعي."[10]
>
> اگر الیکٹرانک معاہدہ واضح ایجاب و قبول اور دونوں فریقوں کی مکمل رضامندی پر مبنی ہو، تو اصولی طور پر وہ شرعاً صحیح عقد ہے۔

قبض

ڈیجیٹل اثاثوں میں ''قبض' کا مفہوم مجازی(Virtual) ہے۔فقہی اصول کے مطابق قبض حکمی بھی معتبر ہے اگر تصرف کی صلاحیت حاصل ہو۔مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

---

[9] Al-Suwaidi, Sami. Islamic Finance and Digital Transformation, p. 63.

[10] محمد ضیاء الحق، المعاملات الإلكترونية في الفقه الإسلامي، ص 94

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

"Constructive possession (qabḍ ḥukmī) is valid in Shariah if the buyer gains full control and ability to dispose of the asset[11]".

اگر خریدار کو کسی چیز پر مکمل تصرف اور استعمال کا اختیار حاصل ہو تو وہ شرعاً قبض شمار ہوگا۔

ضمان

ڈیجیٹل معاہدات میں ذمہ داری کے اصول کو شریعت میں الضمان بالتعدي أو التقصير سے تعبیر کیا گیا ہے۔یعنی اگر نقصان کسی کے تقصیر یا تعدی سے ہو تو وہ ضامن ہے۔ڈیجیٹل پلیٹ فارمز میں یہ اصول Data Breach، Hacking یا Fraud کے کیسز میں براہِ راست لاگو ہوتا ہے۔

غرر و جہالت

اگر کسی ڈیجیٹل ٹرانزیکشن میں معلومات کی کمی یا غیر یقینی خطرہ (Speculation) شامل ہو تو وہ غرر کے زمرے میں آتی ہے۔حدیثِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ[12]

رسول اللہ ﷺ نے غیر یقینی تجارت سے منع فرمایا۔

لہٰذا اگر ڈیجیٹل کرنسی ٹریڈنگ محض قیاس آرائی یا جوئے کی بنیاد پر ہو، تو وہ "غرر" اور "میسر" کے زمرے میں آتی ہے اور ناجائز ہوگی۔اسلامی شریعت ڈیجیٹل مالیاتی نظام کو تسلیم کرتی ہے بشرطیکہ اس میں شفافیت، حقیقی ملکیت، رضامندی، اور اخلاقی ذمہ داری برقرار رہے۔فقہی اصولِ ملکیت کے تناظر میں دیکھا جائے تو ڈیجیٹل اثاثے اگر ان میں حقیقی منفعت، قانونی قبضہ، اور عدالتِ تبادلہ پائی جائے تو شرعاً ان کی مشروعیت ممکن ہے۔

فقہی اصولِ ملکیت ایک نظریاتی و تطبیقی جائزہ

اسلامی معیشت کی ساخت کا سب سے بنیادی ستون "ملکیت" ہے۔فقہی لحاظ سے "ملکیت" وہ تعلق ہے جو انسان اور مال کے درمیان اس طرح قائم ہو کہ انسان کو اس پر تصرف، انتفاع اور حفاظت کا اختیار حاصل ہو۔جدید ڈیجیٹل معیشت کے تناظر میں "ملکیت" کا تصور مادی اشیاء سے ہٹ کر غیر مادی اور مجازی اثاثوں (Virtual Assets) تک وسعت اختیار کر چکا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ فقہی اصولِ ملکیت کا مطالعہ قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں نئے سرے سے کیا جائے۔

ملکیت کا مفہوم

اسلام میں ملکیت کا حقیقی سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے، جو کائنات کا واحد مالک ہے۔انسان کو جو ملکیت حاصل ہے وہ محض خلافت اور امانت کے درجے میں ہے۔قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ[13]

اور انہیں اللہ کے اس مال میں سے دو جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے۔

اس آیت میں "مال اللہ" کے الفاظ اس اصول کو واضح کرتے ہیں کہ تمام مادی و غیر مادی وسائل کا حقیقی مالک اللہ ہے، انسان کو صرف نیابت اور تصرف کا حق دیا گیا ہے۔
چنانچہ ملکیت بذاتِ خود مطلق نہیں بلکہ شرعی قیود کے ساتھ مشروط ہے۔اسی حقیقت کو امام رازی نے اپنی تفسیر میں یوں بیان کیا:

"اعلم أن المال لا يخرج عن ملك الله تعالى بحال، وإنما جعل للعباد حق الانتفاع والتصرف فيه بإذنه."[14]

---

[11] Usmani, M. Taqi. An Introduction to Islamic Finance, p. 85.

[12] حجاج بن قشیری، صحیح مسلم، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2014، حدیث 1513

[13] النور: 33

[14] الفخر الرازی۔التفسیر الکبیر . مصر: دار المعارف، 2000، ج 24، ص 148

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

جان لو کہ مال کسی حال میں اللہ تعالیٰ کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتا، بلکہ بندوں کو اس میں صرف انتفاع اور تصرف کا حق اللہ کے اذن سے حاصل ہے۔

اسلام میں ملکیت مطلق حق نہیں، بلکہ شرعی اذن اور اخلاقی ذمہ داری کے تابع ہے۔ یہی تصور جدید ڈیجیٹل اثاثوں پر بھی منطبق ہوتا ہے، یعنی اگر انسان کو کسی ڈیجیٹل اثاثے (ڈیٹا، کوڈ یا ٹوکن) پر تصرف اور نفع کا حق شرعی اصولوں کے مطابق حاصل ہو تو وہ "ملکیت مشروعہ" کے زمرے میں آ سکتا ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں ملکیت کا اخلاقی پہلو مزید واضح کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا ضرر ولا ضرار"[15]

نہ خود نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچاؤ۔

اس حدیث سے یہ اصول مستفاد ہوتا ہے کہ ملکیت اور تصرف کا حق دوسرے کے نقصان کے بغیر مشروط ہے۔ یہی اصول آج کے ڈیجیٹل اثاثوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اگر کسی ڈیجیٹل معاہدے یا بلاک چین سرگرمی میں دوسرے فریق کا نقصان یا استحصال شامل ہو تو وہ ملکیت شرعاً باطل قرار پائے گی۔ امام ابو اسحاق الشاطبی فرماتے ہیں:

"إنّ الشريعة إنما وُضعت للمحافظة على الضروريات الخمس، ومنها حفظ المال، فكل ما يؤدي إلى تضييع المال أو أخذه بالباطل فهو مناقض لمقصودها."[16]

شریعت کا مقصد پانچ بنیادی مصالح کی حفاظت ہے، جن میں مال کی حفاظت بھی شامل ہے۔ پس ہر وہ عمل جو مال کے ضیاع یا ناجائز قبضے کا سبب بنے، شریعت کے مقاصد کے منافی ہے۔

اسلامی تصورِ ملکیت ایک اخلاقی و شرعی ذمہ داری ہے، نہ کہ مطلق حق۔ یہ تصور ڈیجیٹل اکانومی میں ملکیت کے تعین کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس کے مطابق اگر کوئی ڈیجیٹل مال (مثلاً کرپٹو کرنسی یا NFT) انسان کے تصرف میں ہو، منفعت رکھتا ہو، اور شرعاً مباح ہو، تو وہ "ملکیت مشروعہ" کے قبیل میں آ سکتا ہے۔

اسلامی فقہ میں ملکیت کی اقسام

اسلامی فقہانے ملکیت کو مختلف جہات سے تقسیم کیا ہے، تاکہ انسان کے تصرفات کو واضح حدود میں رکھا جا سکے۔ یہ تقسیم جدید ڈیجیٹل ملکیت کے فہم میں بھی مدد دیتی ہے۔

(الف) ملکیتِ کاملہ

ملکیت کاملہ وہ ہے جس میں انسان کو کسی مال پر انتفاع، تصرف اور وراثت کے مکمل حقوق حاصل ہوں۔ امام الکاسانی نے فرمایا:

"الملك هو اختصاص يثبت لشخص على شيء يمكن الانتفاع به ابتداءً ومنع الغير عنه."[17]

ملک وہ خاص حق ہے جو کسی شخص کو کسی ایسی چیز پر حاصل ہو جس سے نفع اٹھایا جا سکے اور دوسروں کو اس سے روکا جا سکے۔

ڈیجیٹل دنیا میں اگر کسی شخص کو کسی ڈیجیٹل اثاثے (مثلاً NFT یا Tokenized Asset) پر تصرف، منتقلی اور نفع کا حق حاصل ہے، تو یہ "ملکیت کاملہ" کے اصول پر پورا اترتا ہے، بشرطیکہ اس کا وجود حقیقی یا شرعی طور پر ثابت ہو۔

---

15 سنن ابن ماجہ، حدیث 2340

16 الشاطبی، امام۔ الموافقات ۔ مصر: دار المعارف، 2003، ج 2، ص 10

17 علاء الدین الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، قاہرہ: مطبعۃ الجمالیۃ الکبریٰ، ج 5، ص 141

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

(ب)ملکیتِ ناقصہ(Limited Ownership)

یہ وہ ملکیت ہے جس میں تصرف محدود ہو، جیسے حقِ انتفاع(Right of Use)یا حقِ اجارہ۔امام سرخسی نے لکھا:

"الملك قد يكون تامًّا وقد يكون ناقصًا، فالتامّ ما اجتمع فيه حق التصرف والمنع، والناقص ما خلا عن أحدهما."[18]

ملکیت کبھی مکمل ہوتی ہے اور کبھی ناقص۔مکمل وہ ہے جس میں تصرف اور منع دونوں کا حق جمع ہو،اور ناقص وہ جس میں ان میں سے ایک حق نہ ہو۔

ڈیجیٹل اثاثوں میں بہت سے حقوق جیسے سافٹ ویئر لائسنسنگ،ڈیجیٹل سبسکرپشن،یا کلاؤڈ ڈیٹا اسٹوریج ملکیت ناقصہ کے تحت آتے ہیں،کیونکہ صارف کو نفع کا حق تو حاصل ہے مگر مکمل تصرف یا انتقالِ ملکیت کا نہیں۔

(ج)ملکیتِ مشاع(Joint Ownership)

یہ وہ ملکیت ہے جس میں دو یا زیادہ اشخاص کسی ایک مال میں شریک ہوں۔جدید بلاک چین ماڈل(مثلاً DeFi اور Tokenized Assets)میں یہی تصور وسیع پیمانے پر نظر آتا ہے۔قرآن میں فرمایا گیا:

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ[19]

بیشتر شریک ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں،مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں۔

یہ آیت شراکت داری کے اخلاقی خطرات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراکت خواہ مادی ہو یا ڈیجیٹل،اس میں عدل،شفافیت اور اعتماد بنیادی شرائط ہیں۔اسلامی فقہی اصولوں کے مطابق ملکیت صرف مادی اشیاء تک محدود نہیں بلکہ ہر ایسی شے پر صادق آسکتی ہے جو:

- شرعاً مباح ہو،
- منفعت رکھتی ہو،
- تصرف کے قابل ہو۔

ڈیجیٹل اثاثے اگر ان شرائط پر پورا اترتے ہیں تو وہ "ملک متقوم" کے درجے میں آسکتے ہیں۔یوں فقہی اصولِ ملکیت جدید ڈیجیٹل معیشت کے ساتھ نظریاتی ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں اور ایک اخلاقی فریم ورک فراہم کرتے ہیں جس میں جدید مالیاتی ذرائع کو شرعاً منضبط کیا جا سکتا ہے۔

ملکیت کی منتقلی کے شرعی اصول

اسلامی فقہ میں ملکیت(Ownership)محض ایک قانونی حق نہیں بلکہ شرعی امانت بھی ہے۔قرآنِ مجید انسان کو مال کا خلیفہ قرار دیتا ہے،جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملکیت مطلق حق نہیں بلکہ الٰہی نیابت ہے۔

وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ[20]

"اور انہیں اللہ کے اس مال میں سے دو جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکیت دراصل اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانت ہے،اور انسان کو اس میں تصرف صرف شرعی اصولوں کے تحت حاصل ہے۔اس لیے ملکیت کی منتقلی میں عدل،رضامندی اور شرعی تقاضوں کا لحاظ ضروری ہے۔فقہا نے ملکیت کی منتقلی(Transfer of Ownership)کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا ہے:

1. عوض کے ساتھ (بعوض) جیسے بیع،اجارہ یا صلح۔

---

[18] شمس الائمہ السرخسی۔المبسوط .بیروت:دارالمعرفۃ،1993،ج12،ص167

[19] ص:24

[20] النور:33

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

2. بلاعوض (بلاعوض) جیسے ہبہ، وصیت یا صدقہ۔

امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

الْمِلْكُ يَثْبُتُ بِالْعِوَضِ أَوْ بِغَيْرِه، وَكُلُّهُ بِإِذْنِ الشَّارِعِ[21]

"ملکیت یا تو عوض کے بدلے میں ثابت ہوتی ہے یا بلا عوض، اور دونوں صورتیں شارع کی اجازت سے مشروط ہیں۔"

یہ اصول اسلامی قانونِ ملکیت کی اساس ہے۔ شارع کی اجازت سے مراد یہ ہے کہ ملکیت کی منتقلی اسی وقت معتبر ہے جب وہ شرعی اصولِ معاملات کے مطابق ہو۔ اسلامی قانون میں کسی بھی انتقالِ ملکیت کے لیے دو بنیادی شرائط ہیں:

- رضامندی (تراضی)
- حِلّ مال (مال کا شرعاً جائز ہونا)

قرآن میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ[22]

"اے ایمان والو! اپنے اموال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ وہ تجارت ہو باہمی رضامندی سے۔"

آیت مذکورہ حرمتِ باطل تصرفات جیسے سود، قمار اور غرر کی وضاحت کرتی ہے۔ یہ اصول جدید ڈیجیٹل مالیاتی لین دین میں بھی بنیادی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

جدید مالیاتی اثاثوں پر ملکیت کے اطلاق کی بحث

ڈیجیٹل معیشت کے دور میں ملکیت کا تصور مادی (tangible) دائرے سے نکل کر غیر مادی (intangible) صورت اختیار کر چکا ہے۔ اب کرپٹو کرنسی، بلاک چین، اور NFTs جیسے اثاثے ڈیجیٹل ملکیت کی نئی جہتیں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ اثاثے شرعاً ''مالِ متقوم'' (legally protectable wealth) کہلائے جا سکتے ہیں؟ امام غزالیؒ نے ''مال'' کی جامع تعریف یوں بیان فرمائی:

الْمَالُ مَا يَمِيلُ إِلَيْهِ الطَّبْعُ وَيُمْكِنُ ادِّخَارُهُ لِلْحَاجَةِ[23]

"مال وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہو اور جسے ضرورت کے وقت محفوظ رکھا جا سکے۔"

اگر کوئی چیز انسانی ضرورت پوری کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور قابلِ تصرف ہو تو وہ ''مال'' کے مفہوم میں داخل ہے، خواہ وہ مادی ہو یا غیر مادی۔ اس بنیاد پر فقہانے جدید مالیاتی اثاثوں کے بارے میں دو موقف پیش کیے ہیں:

- **موقفِ جواز:** یہ کہ ڈیجیٹل اثاثے مال متقوم ہیں کیونکہ ان میں منفعت اور تبادلے کی صلاحیت موجود ہے۔
- **موقفِ احتیاط یا عدمِ جواز:** یہ کہ ان اثاثوں میں حقیقی پشت پناہی (real backing) اور استقرارِ قیمت نہیں، لہٰذا یہ غرر اور غیر یقینی صورتوں کے زمرے میں آتے ہیں۔

معروف معاصر فقیہ مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں:

"جدید ڈیجیٹل کرنسیاں اگر حقیقی پشت پناہی رکھتی ہوں، لوگوں کے درمیان رائج ہوں، اور ان میں دھوکہ یا غرر نہ ہو تو ان کا تبادلہ اصولاً بیع یا صرف کے احکام میں داخل ہو سکتا ہے۔"[24]

---

[21] شمس الائمہ السرخسی۔ المبسوط . بیروت: دار المعرفۃ، 1993، ص 15

[22] النساء: 29

[23] ابو حامد الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد ۲ (قاہرہ: دار المعارف، 2008)، ص 78

[24] محمد تقی عثمانی، فقہی مقالات، جلد ۳ (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2010)، ص 241

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

جدید مالیاتی اثاثوں کے فقہی اطلاق کے لیے بنیادی شرط ان کی حقیقی قدر(Intrinsic Value)اور بازاری استقرار ہے۔اسی بحث کو غیر مادی ملکیت کے دائرے میں دیکھیں تو امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

الْمَنَافِعُ مَالٌ مُتَقَوَّمٌ، يُبَاعُ وَيُشْتَرَى كَالأَعْيَانِ[25].

"منفعت بھی مالِ متقوم ہے، جس کی خرید و فروخت اشیاء کی طرح جائز ہے۔"

اس اصول سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی ڈیجیٹل اثاثہ منفعت رکھتا ہے مثلاً ڈیجیٹل آرٹ، پروگرامنگ کوڈ یا بلاک چین پر محفوظ ملکیت تو وہ شرعاً مال کے زمرے میں آسکتا ہے۔یوں فقہی اصولوں کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ ڈیجیٹل اثاثے اور بلاک چین پر مبنی ملکیت شرعاً معتبر ہوسکتی ہے، بشرطیکہ ان میں غرر، قمار، سود یا غیر یقینی خطرہ شامل نہ ہو۔اسلامی قانون کا یہ توازن نہ صرف ماضی کے تجارتی معاہدات بلکہ ڈیجیٹل معیشت میں بھی ایک اخلاقی و عدالتی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔

بلاک چین ساخت،افادیت اور شرعی تجزیہ

بلاک چین ٹیکنالوجی کا تعارف اور کام کرنے کا طریقہ

بلاک چین جدید ڈیجیٹل معیشت کی بنیادی ساخت ہے جس نے مالیاتی شفافیت، خود مختاری، اور اعتماد کے تصورات کو نئے انداز میں پیش کیا ہے۔بلاک چین (Blockchain)دراصل ایک ڈیجیٹل لیجر(Digital Ledger)ہے جس میں ہر لین دین کو ایک بلاک(Block)کی صورت میں محفوظ کیا جاتا ہے،اور یہ تمام بلاکس ایک زنجیر(Chain)کی مانند ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔اس نظام کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ مرکزی اختیار (Central Authority)کے بغیر،اجتماعی تصدیق(Distributed Verification)کے ذریعے کام کرتا ہے۔

> "Blockchain is a decentralized ledger technology that enables secure, transparent, and tamper-proof record-keeping without the need for a central intermediary[26]".
>
> "بلاک چین ایک غیر مرکزی لیجر ٹیکنالوجی ہے جو کسی مرکزی ادارے کی ضرورت کے بغیر محفوظ، شفاف اور غیر قابل تغیر ریکارڈ رکھنے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔"

یہ تعریف بلاک چین کے بنیادی ڈھانچے کو واضح کرتی ہے یعنی معلومات کی منتقلی کا ایسا نظام جہاں اعتماد کسی ادارے پر نہیں بلکہ خود ڈیجیٹل تصدیقی عمل پر مبنی ہوتا ہے۔اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ تصور شہادت(Verification)اور امانت(Trust)کے اصولوں سے قریبی مطابقت رکھتا ہے۔قرآنِ کریم نے مالی معاملات میں شفافیت اور تحریری تصدیق کا اصول واضح طور پر بیان فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ[27]

"اے ایمان والو! جب تم مقررہ مدت تک کے لیے قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔"

بلاک چین کا بنیادی فلسفہ بھی تحریری و محفوظ ریکارڈنگ پر مبنی ہے، جو کسی بھی تنازع یا جعل سازی سے بچاؤ کا ذریعہ بنتا ہے۔اسلامی اصولِ معاملات میں "تبیین" (وضاحت) اور "تثبت" (تحقیق) کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔بلاک چین انہی اصولوں کا تکنیکی مظہر ہے، کیونکہ یہ ہر لین دین کو تصدیق شدہ ریکارڈ میں بدل دیتا ہے، جس میں کسی قسم کی ردوبدل ممکن نہیں ہوتی۔معاصر اسلامی ماہر معاشیات ڈاکٹر عمر چھپلا لکھتے ہیں:

---

[25] احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، جلد29(ریاض: مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف، 1995)، ص479

[26] Don Tapscott and Alex Tapscott, Blockchain Revolution: How the Technology Behind Bitcoin and Other Cryptocurrencies Is Changing the World (New York: Penguin, 2018), 23.

[27] البقرۃ:282

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

''بلاک چین اسلامی مالیات کے اس اصول کی عملی شکل ہے جس میں اعتماد (Trust) کسی شخص پر نہیں بلکہ خود نظام پر مبنی ہوتا ہے، اور یہی عدل اور شفافیت کا تقاضا ہے۔''[28]

بلاک چین میں معلومات کا غیر قابل تغیر ہونا اس تصور کو مضبوط بناتا ہے کہ مالی امانت صرف انسانی وعدوں پر نہیں بلکہ تکنیکی یقین دہانی پر قائم ہو۔

شفافیت اور غیر مرکزی نظام کا تصور

بلاک چین کا دوسرا اہم پہلو شفافیت (Transparency) اور غیر مرکزی نظام (Decentralization) ہے۔

روایتی مالیاتی نظاموں میں ایک مرکزی ادارہ (مثلاً بینک یا حکومت) لین دین کا ضامن ہوتا ہے۔ جبکہ بلاک چین میں اختیار اور تصدیق کا عمل ہزاروں خودکار نوڈز (Nodes) کے درمیان تقسیم ہوتا ہے، جس سے کسی ایک فریق کی بالادستی ختم ہو جاتی ہے۔

"Decentralization in blockchain eliminates the need for intermediaries, distributing control among participants to ensure transparency and resilience[29]".

''بلاک چین میں غیر مرکزی نظام ثالثوں کی ضرورت ختم کر دیتا ہے، اور شفافیت و استحکام کے لیے اختیار تمام شرکاء میں تقسیم ہو جاتا ہے۔''

اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ تصور ''عدمِ احتکار'' (anti-monopoly) اور ''شورائیت'' (consultative equality) کے اصول سے ہم آہنگ ہے، جو طاقت کے ارتکاز کے بجائے اجتماعیت پر مبنی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ[30]

"تاکہ دولت تمہارے دولت مندوں ہی کے درمیان گردش نہ کرتی رہے۔"

یہ آیت ''دولت کی غیر مرکزی گردش'' کے اصول کو واضح کرتی ہے۔ بلاک چین کا بنیادی تصور بھی یہی ہے کہ مالیاتی نظام چند طاقتور اداروں کے بجائے اجتماعی و مساوی شرکت پر مبنی ہو۔ اسلامی اصولِ شفافیت (Transparency) کا تقاضا ہے کہ مالی ریکارڈ واضح، قابل تصدیق اور جعل سازی سے محفوظ ہوں۔ بلاک چین کے ''پبلک لیجر'' نظام نے اس تصور کو عملی حقیقت بنا دیا ہے۔ اس ٹیکنالوجی کے ذریعے لین دین کے ریکارڈ کو تمام شرکاء دیکھ سکتے ہیں، مگر کوئی فرد اکیلا اسے تبدیل نہیں کر سکتا یہی عدل، امانت اور شہادت کا امتزاج ہے۔ معروف اسکالر ڈاکٹر محمد علی القری لکھتے ہیں:

''اگر بلاک چین نظام سود، قمار اور غرر سے پاک رہے تو یہ اسلامی مالیات میں امانت، شفافیت اور دیانت کے اصولوں کا بہترین مظہر بن سکتا ہے۔''[31]

اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلاک چین نہ صرف تکنیکی بلکہ اخلاقی شفافیت کو بھی فروغ دیتا ہے، جو اسلامی اقتصادیات کی بنیاد ہے۔

فقہی سطح پر بلاک چین کے اصولی اثرات

ڈیجیٹل اکانومی کی جدید ترین صورتوں میں بلاک چین ایک بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ نظام محض تکنیکی ایجادات میں سے نہیں بلکہ ایک ایسے فکری و معاشی انقلاب کا مظہر ہے جس نے ملکیت، اعتماد، اور لین دین کے تصورات کو ازسرِ نو تشکیل دیا ہے۔ بلاک چین دراصل ایک ایسا غیر مرکزی (Decentralized) نظام ہے جو ''اعتماد'' (Trust) کو کسی واحد ادارے یا حکومت کے بجائے ''ٹیکنالوجی'' کے اصولوں پر قائم کرتا ہے۔ فقہی سطح پر یہ تبدیلی نہایت گہرے اثرات کی حامل ہے کیونکہ اسلامی قانون میں ملکیت، ضمان، اور عقد کے تصورات بنیادی طور پر انسانی ارادے، شہادت، اور امانت پر استوار ہیں۔ امام سرخسیؒ نے اپنی مشہور تصنیف المبسوط میں فرمایا:

---

[28] ڈاکٹر عمر چپلیؔ، اسلامی مالیات میں ٹیکنالوجی کا کردار (کوالالمپور: انٹرنیشنل شریعہ ریسرچ اکیڈمی، 2021)، ص 62

[29] Satoshi Nakamoto, Bitcoin: A Peer-to-Peer Electronic Cash System (White Paper, 2008), 3.

[30] الحشر: 7

[31] ڈاکٹر محمد علی القری، اسلامی مالیات میں ڈیجیٹل جدتیں (جدہ: اسلامک ڈیولپمنٹ بینک انسٹی ٹیوٹ، 2022)، ص 88

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

الأصلُ في المعاملاتِ كلِّها الرضا بين المتعاقدين، فإذا وُجِدَ الرضا وصحَّ السَّببُ، تَمَّ العقدُ شرعًا[32]

"تمام معاملات کی بنیاد فریقین کی باہمی رضا پر ہے، پس جب رضا پائی جائے اور سبب صحیح ہو تو عقد شرعاً مکمل ہو جاتا ہے۔"

فقہِ اسلامی میں معاہدے کی تکمیل کے لیے بنیادی شرط باہمی رضامندی اور درست سبب ہے۔ بلاک چین کے تناظر میں یہ اصول نئے انداز میں متحرک ہوتا ہے، کیونکہ یہاں "رضا" کا ثبوت تحریری یا زبانی نہیں بلکہ ڈیجیٹل "سگنیچر" (Digital Signature) اور کرپٹوگرافی کے اصولوں کے ذریعے فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ "رضا" بلاواسطہ انسانی گواہی کے بجائے الگورتھم اور کوڈ کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ فقہی سطح پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ "ڈیجیٹل رضا" شرعاً معتبر ہو سکتی ہے؟ امام ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

تَصِحُّ الدلالةُ على الرضا بالقرائنِ الظاهرةِ في العقودِ، كما في المعاطاةِ ونحوِها[33]

"عقود میں رضا کی دلالت ظاہری قرائن سے بھی معتبر ہوتی ہے، جیسے معاطات وغیرہ۔"

یہ اصول بلاک چین کے معاملے میں فقہی جواز فراہم کرتا ہے، کیونکہ یہاں "قرینہ" ڈیجیٹل ریکارڈ ہے جو انسانی گواہی سے زیادہ مضبوط اور ناقابلِ ترمیم ثبوت مہیا کرتا ہے۔ اس لیے فقہاء کے نزدیک اگر عرف اور قرائن معتبر ہوں تو عقد کی صحت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہی بنیاد ہمیں بلاک چین کے فقہی تجزیے میں رہنمائی دیتی ہے۔ بلاک چین کا غیر مرکزی ڈھانچہ (Decentralization) دراصل "شہادت" اور "ضمان" کے درمیان ایک نئے توازن کو جنم دیتا ہے۔ جہاں روایتی مالیاتی اداروں میں لین دین کی صداقت کے لیے مرکزی اتھارٹی (Bank یا Regulator) بطورِ "امین" کام کرتی تھی، وہاں بلاک چین میں "ٹیکنالوجی" بطور "امین" عمل کرتی ہے۔ اسلامی قانون میں "ضمان" (Liability) اور "اَمانت" (Trusteeship) کے اصولوں کے درمیان امتیاز واضح ہے۔ چنانچہ فقہاء کا کہنا ہے کہ:

الأمينُ لا يضمنُ إلّا إذا تَعَدَّى أو فَرَّطَ[34]

"امین اس وقت تک ضامن نہیں ہوتا جب تک وہ خیانت یا کوتاہی نہ کرے۔"

بلاک چین کی ٹیکنالوجی اسی اصول پر قائم ہے کہ ڈیٹا اور مالیاتی ریکارڈ "امین" کی حیثیت سے نیٹ ورک کے ہر نوڈ میں تقسیم ہوتا ہے، اور اس میں کسی فرد کی یک طرفہ تبدیلی ممکن نہیں۔ اس لیے فقہی اصول کے لحاظ سے یہ نظام امانت کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ البتہ جہاں ڈیجیٹل شناخت (Digital Identity) کے مسائل یا جعلی ٹوکنز پیدا ہوں، وہاں "تفریط" اور "تعدی" کا مفہوم لاگو ہوگا۔

فقہی نقطۂ نظر سے یہ امر بھی اہم ہے کہ بلاک چین میں ہونے والے تمام لین دین غیر قابلِ واپسی (Irreversible) ہوتے ہیں۔ اگر کوئی غلط ٹرانزیکشن ہو جائے تو اسے واپس نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے فقہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسا عقد جو "تصحیح" کے امکان سے خالی ہو، شریعت کے اصولِ عدل اور رفعِ ضرر کے مطابق ہے؟ اس سلسلے میں امام شاطبیؒ فرماتے ہیں:

المعاملاتُ تُبنى على الرفقِ ورفعِ الحرجِ، لا على التضييقِ[35]

"معاملات سہولت اور حرج کے ازالے پر مبنی ہوتے ہیں، نہ کہ سختی پر۔"

لہٰذا فقہی اصولوں کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بلاک چین کے اندر ایسے میکانزم (جیسے "Smart Contracts" یا "Rollback Protocols") شامل ہونے چاہییں جو ضرر یا غلطی کے امکان کو کم کریں، تاکہ شریعت کے اصولِ عدل اور رفعِ حرج برقرار رہیں۔

---

[32] شمس الائمہ السرخسی۔ المبسوط ۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1993، ج13، ص25

[33] رد المحتار، ج4، ص78، دار الفکر، دمشق

[34] الکاسانی، علاء الدین۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2009، ج7، ص248

[35] الشاطبیؒ، امام۔ الموافقات ۔ مصر: دار المعارف، 2003، ج2، ص312

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

بلاک چین کی اسلامی مالیاتی اداروں میں ممکنہ افادیت

اسلامی مالیاتی ادارے جیسے بینک، تکافل کمپنیاں، اور اسلامی سرمایہ کاری فنڈز، "شفافیت" اور "اعتماد" کے فقہی اصولوں پر مبنی ہیں۔ بلاک چین ٹیکنالوجی ان اداروں کے لیے شرعی اصولوں کے مطابق ایک مضبوط فریم ورک فراہم کر سکتی ہے۔ اسلامی مالیات کا بنیادی مقصد "غرر" (Uncertainty) اور "ربا" (Interest) سے اجتناب ہے، جبکہ بلاک چین شفاف ریکارڈنگ، فوری تصدیق، اور غیر مرکزی نگرانی کے ذریعے "غرر" کے خدشات کو کم کر سکتی ہے۔ ڈاکٹر محمد البشری اپنی کتاب العملات الرقمية وأحكامها الشرعية میں لکھتے ہیں:

تُسهم تقنيةُ البلوك تشين في توثيقِ العقودِ الماليةِ وتَحقُّقِ الشفافيةِ، مما يُقلِّلُ الغررَ والنزاعَ في المعاملاتِ[36]

"بلاک چین کی ٹیکنالوجی مالیاتی عقود کی توثیق اور شفافیت کے حصول میں مددگار ہے، جو معاملات میں غرر اور تنازع کو کم کرتی ہے۔"

اسلامی فقہ میں غرر کی ممانعت کا مقصد فریقین کے مابین غیر یقینی صورتِ حال کو ختم کرنا ہے۔ بلاک چین میں چونکہ ہر ٹرانزیکشن شفاف اور تمام شرکاء کے لیے قابلِ رویت ہوتی ہے، اس لیے یہ شریعت کے اس اصول کے زیادہ قریب ہے۔ بلاک چین کے ذریعے اسلامی مالیاتی ادارے Smart Contracts استعمال کر کے "مرابحہ"، "اجارہ" اور "مضاربہ" جیسے عقود کو خودکار (Automated) انداز میں انجام دے سکتے ہیں۔ ان عقود میں شرعی شرائط مثلاً قبضہ، علم، اور رضا کے اصول ڈیجیٹل طریقے سے نافذ کیے جا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صدیق ضامن لکھتے ہیں:

"Blockchain-based contracts, when governed by Sharīʻah-compliant parameters, can enhance accountability and reduce gharar in Islamic financial operations[37]".

"جب بلاک چین پر مبنی معاہدے شریعت کے اصولوں کے مطابق ہوں تو یہ اسلامی مالیاتی عمل میں احتساب کو مضبوط اور غرر کو کم کرتے ہیں۔"

اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے بلاک چین کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ "اعتماد" کو ٹیکنالوجی کی سطح پر منتقل کر دیتا ہے۔ یعنی بینک، کلائنٹ، اور ریگولیٹر کے درمیان معاملات "شفاف کوڈ" کے ذریعے انجام پاتے ہیں، جس سے دھوکہ دہی یا سودی شرائط کے امکان کو کم کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی فقہی اصولوں میں "کتابۃ الدین" (قرض کی تحریر) کا حکم بھی بلاک چین کے فلسفے سے ہم آہنگ ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ[38]

"اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت کے لیے قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔"

بلاک چین اسی قرآنی اصول کو عملی شکل دیتا ہے کیونکہ ہر لین دین خودکار طور پر لکھا اور محفوظ کیا جاتا ہے، اور اس میں تبدیلی کا امکان نہیں۔ گویا یہ "کتابت" کی جدید ترین ڈیجیٹل صورت ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اگر بلاک چین کے استعمال میں شریعت کے بنیادی اصول جیسے صدق، امانت، رفعِ ضرر، اور عدل کو مقدم رکھا جائے تو یہ اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے ایک نہایت مفید ٹیکنالوجی ثابت ہو سکتی ہے۔ البتہ جہاں "کرپٹو کرنسی" یا "NFT" جیسے مظاہر "قیاسی ملکیت" (Speculative Ownership) کی شکل اختیار کر لیں، وہاں فقہی احتیاط لازم ہے۔

---

[36] العملات الرقمية وأحكامها الشرعية۔ ریاض: دار ابن الجوزی، 2021، ص154

[37] Sadiq Zaman, Blockchain and Islamic Finance: A Juristic Perspective, London: Routledge, 2022, 87

[38] البقرة:282

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

کرپٹو کرنسی کا شرعی واقتصادی تجزیہ

کرپٹو کرنسی کی نوعیت اور مالیاتی حیثیت

کرپٹو کرنسی جدید ڈیجیٹل معیشت کی ایک انقلابی ایجاد ہے جس نے "پیسے" اور "قیمت" کے تصورات کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ کرپٹو کرنسی کو عام طور پر ایک غیر مرکزی ڈیجیٹل اثاثہ کہا جاتا ہے جو بلاک چین ٹیکنالوجی کے ذریعے وجود میں آتا ہے اور کسی مرکزی بینک یا ریاست کے ماتحت نہیں ہوتا۔ یہ اپنی نوعیت میں "ڈیجیٹل رقم" ہے جو خفیہ رموز (Cryptography) کے اصولوں پر مبنی ہوتی ہے۔ کرپٹو کرنسی کا نمایاں وصف یہ ہے کہ یہ کسی مادی اثاثے (Physical Asset) سے منسلک نہیں، بلکہ اس کی قیمت صرف "بازار کے اعتماد" (Market Confidence) اور "ڈیجیٹل رسد و طلب" (Digital Supply & Demand) سے متعین ہوتی ہے۔ یہی پہلو فقہی سطح پر اہم سوالات پیدا کرتا ہے، کہ آیا کرپٹو کرنسی شرعاً "مال" (Property) ہے یا نہیں؟ قرآنِ مجید میں مال کی حقیقت کو یوں بیان کیا گیا ہے:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا[39]

"اور اپنے اموال ان لوگوں کے سپرد نہ کرو جو کم عقل ہوں، یہ وہ اموال ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے لیے قیامِ زندگی کا ذریعہ بنایا ہے۔"

اس آیت میں مال کو "قیامِ زندگی" یعنی معاشرتی بقاء کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فقہی طور پر ہر وہ چیز جو معاشی نظام کو سہارا دے سکے اور انسانوں کے مابین تبادلۂ منفعت کا ذریعہ بن سکے، "مال" کے حکم میں داخل ہے۔

امام غزالیؒ نے احیاء علوم الدین میں فرمایا:

ليس المال مقصودًا لذاته، وإنما هو وسيلةٌ إلى إقامةِ مصالحِ الدنيا و الدين[40]

"مال اپنی ذات کے اعتبار سے مقصود نہیں، بلکہ دنیا و دین کے مصالح کے قیام کا وسیلہ ہے۔"

اس تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کرپٹو کرنسی واقعی لین دین، سرمایہ کاری، اور تجارتی تبادلے میں سہولت کا ذریعہ بن جائے، تو اس کے "مال" ہونے کی بنیاد فقہی طور پر ممکن ہے۔ کرپٹو کرنسی کی حقیقی یا مادی پشت پناہی (Backing) نہ ہونے کی وجہ سے بعض فقہاء اسے "خیالی ملکیت" (Imaginary Property) قرار دیتے ہیں۔ علامہ یوسف القرضاوی نے مالیاتی اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

كلُّ ما له قيمةٌ معتبرةٌ في التعاملِ بين الناس ويُتداولُ رضاءً فهو مالٌ شرعًا[41]

"ہر وہ چیز جو لوگوں کے درمیان باہمی رضامندی سے قابلِ تبادلہ ہو اور قدر و قیمت رکھتی ہو، وہ شرعاً مال ہے۔"

کرپٹو کرنسی کے فقہی جواز کے حامی اسی اصول سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر لوگ اسے تبادلۂ منفعت کے لیے استعمال کر رہے ہیں، اور اس کی قیمت مارکیٹ میں معتبر ہے، تو یہ "مال" کے مفہوم میں شامل ہے۔ دوسری طرف، بعض معاصر علماء جیسے مفتی تقی عثمانی صاحب کرپٹو کرنسی کو فی الوقت "ثابت قدر" نہ ہونے کی وجہ سے مشتبہ (Speculative) قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"بٹ کوائن اور اس جیسی کرنسیاں چونکہ کسی حقیقی اثاثے سے مربوط نہیں اور ان کی قیمت محض قیاس پر مبنی ہے، اس لیے ان میں غرر اور قمار کے پہلو پائے جاتے ہیں۔"[42]

یہاں "غرر" سے مراد غیر یقینی صورتِ حال ہے، جو فقہی اعتبار سے عقد کی صحت کو متاثر کرتی ہے۔ چنانچہ وہ اس کے استعمال کو بطورِ "قیمت" فی الحال ناجائز تصور کرتے ہیں، اگرچہ اس کے بطورِ اثاثہ (Asset) استعمال میں تحقیق واجتہاد کی گنجائش تسلیم کرتے ہیں۔ اقتصادی لحاظ سے بھی کرپٹو کرنسی عالمی مالیاتی نظام کے لیے

---

[39] النساء:5

[40] احیاء علوم الدین۔ قاہرہ: دار المعارف، 2008، ج2، ص89

[41] یوسف القرضاوی۔ فقہ الزکاۃ ۔ بیروت: مؤسّسۃ الرسالۃ، 1998، ج1، ص149

[42] محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2020ء، ص214

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ایک "غیر مرکزی معیشت" (Decentralized Economy) کی بنیاد رکھتی ہے، جس میں ریاستی کنٹرول محدود اور انفرادی خود مختاری زیادہ ہے۔ یہ تصور اگرچہ آزادیٔ معیشت کے جدید نظریے سے ہم آہنگ ہے، مگر فقہی لحاظ سے اس میں نگرانی (Hisbah) اور احتساب (Accountability) کے اصول کو یقینی بنانا ضروری ہے، تاکہ دھوکہ دہی، سود، اور قمار کے دروازے بند رہیں۔

کرپٹو کرنسی بطور مال یا دین

اسلامی فقہ میں "مال" اور "دَین" دو الگ النوع مالی تصورات ہیں۔ "مال" وہ شے ہے جسے ذخیرہ اور استعمال کیا جا سکے، جب کہ "دَین" وہ حق ہے جو کسی پر واجب الادا ہو۔ فقہی اصطلاح میں:

المالُ ما يُمكنُ ادِّخارهُ والانتفاعُ به على وجهٍ معتادٍ[43]

"مال وہ چیز ہے جسے ذخیرہ کیا جا سکے اور عرف کے مطابق اس سے نفع اٹھایا جا سکے۔"

اس تعریف کی روشنی میں دیکھا جائے تو کرپٹو کرنسی بطورِ "مال" اُس وقت معتبر ہو سکتی ہے جب وہ منفعت بخش ہو، ذخیرہ کی جا سکے، اور معاشرتی عرف میں بطورِ تبادلۂ قیمت تسلیم کی جائے۔ فقہائے مالکیہ نے "مال متقوم" (Lawful Property) اور "مال غیر متقوم" (Unlawful Property) کے فرق پر زور دیا ہے۔ امام قرطبیؒ نے فرمایا:

كلُّ ما يُنتفعُ به على وجهٍ مباحٍ فهو مالٌ متقوَّمٌ، وما يُنتفعُ به على وجهٍ محرَّمٍ فليس بمالٍ شرعًا[44]

"ہر وہ چیز جس سے جائز طریقے سے نفع حاصل کیا جائے وہ مال متقوم ہے، اور جس سے نفع حرام طریقے سے حاصل ہو وہ شرعاً مال نہیں۔"

اگر کرپٹو کرنسی کا استعمال صرف جائز معاشی لین دین میں ہو، اور وہ سود یا جوا جیسے حرام مقاصد کے لیے نہ ہو، تو اس کا "مال متقوم" کے زمرے میں آنا ممکن ہے۔ دوسری جانب اگر اسے بطور "دَین" تصور کیا جائے، تو فقہی لحاظ سے یہ اُس وقت ہوگا جب کوئی شخص دوسروں کے حق میں "ڈیجیٹل ادائیگی" کا ضامن بنے۔ لیکن کرپٹو کرنسی چونکہ کسی کے ذمے واجب الادا حق نہیں بلکہ ایک آزاد اثاثہ ہے، اس لیے یہ "دَین" کے بجائے "مال" کے قریب تر ہے۔ ڈاکٹر صالح السویحان لکھتے ہیں:

العملاتُ الرقميّةُ ليست دُيونًا على أحدٍ، وإنّما هي رموزٌ مشفَّرةٌ ذاتُ قيمةٍ سوقيّةٍ معتبرةٍ، فهي أقربُ إلى المالِ منها إلى الدَّينِ[45]

"ڈیجیٹل کرنسیاں کسی کے ذمے قرض نہیں بلکہ خفیہ رموز ہیں جن کی بازاری قیمت معتبر ہے، لہٰذا وہ دَین کے بجائے مال کے زیادہ قریب ہیں۔"

یہ موقف فقہی طور پر قابلِ توجہ ہے، کیونکہ اسلام میں مالی حقوق کا انحصار صرف مادی وجود پر نہیں بلکہ عرف اور منفعت پر ہے۔ اگر کرپٹو کرنسی عرفِ عام میں "قیمت" کے طور پر تسلیم کی جا رہی ہو تو اس کی ملکیت شرعاً معتبر سمجھی جا سکتی ہے۔ چونکہ کرپٹو کرنسی کی قدر غیر مستحکم (Volatile) ہے اور کسی مرکزی ضامن کے بغیر وجود رکھتی ہے، اس لیے "غرر" اور "قمار" کا خطرہ برقرار رہتا ہے۔ اس بنا پر بعض معاصر فقہی ادارے جیسے مجمع الفقہ الإسلامی الدولي (OIC Fiqh Academy) نے اس کے جواز کو مشروط قرار دیا ہے۔ رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے:

"Cryptocurrencies may be considered as assets (māl) if they meet Sharī'ah conditions of lawful benefit, market recognition, and avoidance of excessive uncertainty (gharar)[46]".

---

[43] الکاسانی، علاء الدین۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۔ بیروت: دار الکتب العلمية، 2009،، ج5، ص186

[44] الجامع لأحکام القرآن۔ قاہرہ: دار الکتب المصرية، 2008، ج3، ص324

[45] صالح السویحان، العملات الرقمية وأثرها في الفقه المالي، الریاض: جامعة الإمام، 2020ء، ص93

[46] OIC Fiqh Academy Resolution No. 237, Jeddah, 2019.

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

"کرپٹو کرنسیوں کو اثاثہ (مال) اس وقت سمجھا جا سکتا ہے جب وہ شریعت کی ان شرائط پر پوری اتریں کہ ان میں نفع مباح ہو، مارکیٹ میں معتبر ہوں، اور ان میں غرر کی زیادتی نہ ہو۔"

فقہی و اقتصادی دونوں زاویوں سے دیکھا جائے تو کرپٹو کرنسی اپنی نوعیت کے لحاظ سے "مال" کے زیادہ قریب ہے، البتہ اس کے استعمال کی شرعی حیثیت اس کے مقاصد، شفافیت، اور اعتماد کے ذرائع پر منحصر ہے۔ اگر یہ ٹیکنالوجی اسلامی مالیاتی اصولوں مثلاً صدق، امانت، رفعِ ضرر اور شفافیت کے تابع ہو، تو اس کے جواز کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ تاہم اگر اس میں قیاس، قمار یا سودی پہلو غالب ہوں تو فقہی احتیاط واجب ہے۔

کرپٹو کرنسی کے حوالے سے فقہائے معاصرین کے درمیان آراء کا ایک وسیع دائرہ موجود ہے۔ بعض علما نے اسے مال کی ایک نئی صورت قرار دیا ہے جو عرفِ عام میں قدر و قیمت رکھتی ہے، جبکہ بعض دیگر نے اسے غرر، قمار اور غیر مستند زر کے ذیل میں شمار کیا ہے۔ ان آراء کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ کرپٹو کرنسی صرف ایک مالیاتی مظہر نہیں بلکہ فقہی اصولِ ملکیت، تبادلہ، ضمان اور استحقاق کے بنیادی تصورات سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔

(الف) شیخ تقی عثمانی کا موقف

شیخ محمد تقی عثمانی جو معاصر اسلامی مالیات کے سب سے معتبر مراجع میں شمار ہوتے ہیں — کرپٹو کرنسی کے بارے میں محتاط موقف رکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

"یہ کرنسی ایسی شے ہے جو اپنی اصل میں کسی مادی یا حکومتی ضمانت پر قائم نہیں، بلکہ اس کی قیمت محض عوامی اعتماد پر مبنی ہے، اور اس میں شدید درجے کا غرر پایا جاتا ہے۔"[47]

یہ کرنسی کسی حقیقی یا حکومتی پشت پناہی پر نہیں کھڑی بلکہ عوامی قیاس اور توقع پر مبنی ہے، جس میں غیر یقینی اور خطرہ (غرر) کا عنصر غالب ہے۔

شیخ عثمانی کے نزدیک فقہی نقطۂ نظر سے "غرر" اور "قمار" کی موجودگی کسی بھی معاملے کو ناجائز قرار دینے کے لیے کافی ہے۔ چونکہ کرپٹو کرنسی کی قیمت میں غیر معمولی اتار چڑھاؤ ہے اور اس کی پشت پناہی کسی حقیقی مال یا اتھارٹی سے نہیں، اس لیے وہ اسے مال متقوم (قیمت والا مال) کے درجے میں نہیں مانتے۔

(ب) ڈاکٹر علی القرہ داغی کا موقف

ڈاکٹر علی القرہ داغی (سیکرٹری جنرل، مجمع الفقہ الاسلامی، قطر) نے اپنے تحقیقی مقالے میں کرپٹو کرنسی کو عرفی مال کے زمرے میں شامل کیا ہے بشرطیکہ اسے ریاستی سطح پر تسلیم کیا جائے۔ وہ لکھتے ہیں:

"العملةُ الرقميةُ إذا أصبحت مقبولةً في التعامل العام، وجرى عليها العرفُ، فلها حكمُ المال شرعًا، ويجوز التعاملُ بها في الحدود المشروعة."[48]

اگر ڈیجیٹل کرنسی عام لین دین میں قبول کر لی جائے اور عرف اس پر جاری ہو جائے تو شرعاً اسے مال کا حکم دیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اس کے استعمال کی حدود شریعت کے مطابق ہوں۔

یہ موقف عرف اور تعارفِ اجتماعی پر مبنی ہے۔ یعنی اگر سماج کسی غیر مادی اثاثے کو بطورِ مال تسلیم کر لے تو وہ شریعت میں بھی مال کے درجے میں آ سکتا ہے۔ یہ اصول فقہِ مالکیہ اور اصولیین کے قاعدہ "العبرة في العقود بالمقاصد والمعاني لا بالألفاظ والمباني" سے مطابقت رکھتا ہے۔

(ج) ڈاکٹر منذر قحف کا موقف

ڈاکٹر منذر قحف، جو اسلامی اکنامکس کے معروف ماہر ہیں، کرپٹو کرنسی کو مالِ غیر مادی کے درجے میں شمار کرتے ہیں لیکن اس کی غیر مستحکم فطرت کے سبب اسے بطور زر استعمال کے قابل نہیں سمجھتے۔ وہ لکھتے ہیں:

---

47 تقی عثمانی، "اسلام اور جدید معیشت"، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2019، ص 211

48 Ali al-Qaradaghi, "Al-ʿUmlah al-Raqmiyyah wa Mawqif al-Sharʿi," Doha, 2021.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

"Cryptocurrency can be treated as a digital asset but not as a stable medium of exchange, because its volatility contradicts the Shariah requirement of price stability[49]".

کرپٹو کرنسی کو ڈیجیٹل اثاثہ سمجھا جا سکتا ہے لیکن اسے زر کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کی غیر مستحکمی شریعت کے اس اصول کے خلاف ہے جو قیمت کے استقرار کا تقاضا کرتا ہے۔

ڈاکٹر قحف کے نزدیک زر کی بنیادی خصوصیت ثباتِ قیمت (stability of value) ہے، جو کرپٹو کرنسی میں نہیں پائی جاتی، لہٰذا وہ اسے "زر" کے بجائے "اثاثہ" قرار دیتے ہیں۔

(د) شیعہ مکتبِ فکر کے علماء

آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی نے 2018 میں فتویٰ دیا کہ:

"البتكوين إذا لم يكن مدعومًا من قبل الدولة، وكان يؤدي إلى الغرر أو الفساد المالي، فهو غير جائز شرعًا."[50]

اگر بٹ کوائن کسی ریاستی پشت پناہی کے بغیر ہو اور مالی فساد یا غرر کا ذریعہ بنے تو اس کا استعمال شرعاً جائز نہیں۔

یہ رائے اہلِ سنت کے محتاط موقف سے ملتی ہے کہ بلا ضابطہ اور غیر منظم ڈیجیٹل اثاثے فسادِ مالی اور غیر یقینی کا باعث بن سکتے ہیں، لہٰذا ان کی اجازت صرف ریاستی نظم اور ضابطہ کے تحت ممکن ہے۔

کرپٹو کرنسی کے حلال و حرام پہلو اجتہادی تجزیہ

کرپٹو کرنسی کے حلال و حرام پہلوؤں کا جائزہ فقہی اصولوں کے حوالے سے کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ اس کے اندر متعدد شرعی اصول متقابل طور پر کارفرما ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں ہیں: ربا (سود)، غرر (غیر یقینی)، قمار (جوّا)، اور ملکیت (تملّک)۔

(الف) ربا (سود) کا امکان

کرپٹو کرنسی چونکہ بذاتِ خود کسی حقیقی زر یا جنس سے منسلک نہیں، لہٰذا اس کے تبادلے میں ربا الفضل یا ربا النسیئہ کے خدشات کم ہیں، لیکن جب یہ سرمایہ کاری یا "کرپٹو لینڈنگ" کی صورت اختیار کرتی ہے تو سودی عنصر پیدا ہو جاتا ہے، جیسا کہ قرآن میں فرمایا:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا[51]

"اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے"

کرپٹو مارکیٹس میں interest-bearing tokens یا staking systems بعض اوقات متعین نفع دیتے ہیں، جو فقہی لحاظ سے ربا کے قریب تر ہیں۔

(ب) غرر اور قمار

کرپٹو کرنسی کی قیمتوں میں شدید اتار چڑھاؤ، speculative trading اور بے بنیاد منافع کے امکانات اس کو غرر اور قمار کے مشابہ بناتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ[52]

رسول اللہ ﷺ نے غرر والے سودوں سے منع فرمایا۔

[49] Monzer Kahf, Contemporary Islamic Finance Issues, Istanbul: Research Center for Islamic Economics, 2020, p. 187.

[50] Makarim Shirazi, Ajwibat al-Istiftaʾat al-Muʿasirah, Qom, 2018.

[51] البقرة 2:275

[52] صحیح مسلم، حدیث 1513

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

کرپٹو مارکیٹس کی speculative نوعیت اسی غرر کا مظہر ہے، کیونکہ اکثر لین دین نتیجے کے غیر یقینی ہونے پر مبنی ہوتے ہیں۔

(ج) ملکیت اور تملّک

فقہی اصول کے مطابق، ملکیت ہر اُس چیز پر قائم ہوتی ہے جو قیمت رکھتی ہو اور جس سے فائدہ حاصل کیا جا سکے۔ چنانچہ اگر کرپٹو کرنسی کسی معاشرے میں بطور medium of exchange رائج ہو جائے تو اسے مال متقوم قرار دینا ممکن ہے۔

"المال ما يميل إليه الطبع، ويمكن ادخاره والانتفاع به في حال السعة والاختيار."[53]

مال وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہو، جسے ذخیرہ کیا جا سکے اور جس سے اختیار کے ساتھ فائدہ حاصل کیا جا سکے۔

اگر کرپٹو کرنسی ریاستی قانون کے دائرے میں ہو، عرفِ عام میں بطور مال تسلیم کی جائے، اور غرر و قمار سے پاک ہو، تو اس کے استعمال کی مشروط اجازت ممکن ہے۔ تاہم غیر منظم، speculative اور فراڈی نظام میں اس کا استعمال ناجائز ہے۔ یہ وہی اصول ہے جو فقہاء نے صکوک (Sukuk) اور الیکٹرانک منی کے بارے میں بھی وضع کیا ہے۔

NFT اور ڈیجیٹل اثاثے تمہیدی جائزہ

ڈیجیٹل اکانومی کے تیسرے اہم شعبے یعنی NFTs (Non-Fungible Tokens) کا تعلق ڈیجیٹل ملکیت کے اس نئے تصور سے ہے جو بلاک چین ٹیکنالوجی کے ذریعے انفرادی اشیاء کو منفرد شناخت دیتا ہے۔ NFT بنیادی طور پر ڈیجیٹل اثاثے کی ملکیت کی تصدیق ہے، جیسے کہ آرٹ، موسیقی، یا سافٹ ویئر کوڈ۔ یہ تصور فقہی لحاظ سے تملّک غیر مادی (ownership of intangibles) سے جڑا ہوا ہے۔ قرآنِ کریم کا اصول ہے:

لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ[54]

"اور اپنے اموال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ"

نان فنجیبل ٹوکن (NFTs)

نان فنجیبل ٹوکن (Non-Fungible Token) یا NFT ایک ایسا ڈیجیٹل اثاثہ (Digital Asset) ہے جو بلاک چین (Blockchain) ٹیکنالوجی کے ذریعے کسی منفرد ملکیت یا ڈیجیٹل شناخت کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسے "Non-Fungible" اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ کسی دوسرے ٹوکن سے بدلنے یا مساوی کرنے کے قابل نہیں۔ یعنی ہر NFT ایک منفرد کوڈ رکھتا ہے جو اسے دیگر تمام ڈیجیٹل اشیاء سے جدا کرتا ہے۔ معروف ٹیکنالوجی ماہر میٹ ہال (Matt Hall) لکھتے ہیں:

> "An NFT is a unique digital certificate stored on a blockchain, representing ownership of a specific asset that cannot be duplicated or interchanged[55]".

> NFT ایک منفرد ڈیجیٹل سند ہے جو بلاک چین پر محفوظ ہوتی ہے، اور کسی مخصوص اثاثے کی ملکیت کی نمائندگی کرتی ہے، جسے نہ نقل کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کے ساتھ مساوی کیا جا سکتا ہے۔

یہ تعریف NFT کی اصل فطرت کو واضح کرتی ہے یہ خود اثاثہ نہیں بلکہ ملکیت کا ڈیجیٹل ثبوت ہے، جیسے ایک "ملکیتی سرٹیفیکیٹ" جو بلاک چین پر محفوظ ہو۔

---

[53] الزرکشي، المنثور في القواعد الفقهية، ج2، ص13

[54] النساء 4:29

[55] Matt Hall, Blockchain and Digital Ownership, Oxford University Press, 2022, p. 64.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

NFTکی ساخت

NFTs عموی طورپر Ethereum بلاک چین پر ERC-721 یا ERC-1155 پروٹوکول کے تحت تیار کی جاتی ہیں۔ان کا ہر ٹوکن ایک مخصوص Metadata File سے منسلک ہوتا ہے، جس میں اس اثاثے کی تفصیلات (مالک، تخلیق کار، لین دین کی تاریخ، وغیرہ) درج ہوتی ہیں۔ڈاکٹر صالح الظفیري نے اپنی عربی تحقیق میں لکھا ہے:

"إنّ رموز ال-NFT تمثّل إثباتًا رقميًا للملكية، يعتمد على نظام البلوك تشين، ويُعدّ بمثابة السند الإلكتروني في الفقه الحديث."[56]

NFT دراصل ملکیت کی ایک ڈیجیٹل تصدیق ہے جو بلاک چین نظام پر مبنی ہوتی ہے، اور فقہی اصطلاح میں اسے "سندِ الکترونیکی" (Electronic Title Deed) کہا جا سکتا ہے۔یہ تصور اسلامی فقہ کے اس اصول کے مطابق ہے کہ ملکیت کی شہادت یا سند اگر معتبر ذریعے سے ثابت ہو تو وہ ملکیتِ حقیقی کے حکم میں ہوتی ہے۔یعنی اگر NFT کی صداقت کا نظام معتبر ہو (جیسا کہ بلاک چین کا شفاف نظام)، تو یہ فقہی لحاظ سے "اثباتِ ملکیت" کے زمرے میں آ سکتا ہے۔

اسلامی فقہ میں غیر مادی ملکیت کا تصور

امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

"المنافع والأعمال تُعدّ أموالًا إذا كانت مقصودة للناس، ويمكن تقويمها."[57]

نفع اور عمل اگر لوگوں کے لیے مقصود ہو اور اس کی قیمت متعین کی جا سکے تو وہ مال کے حکم میں داخل ہیں۔

یہ اصول واضح کرتا ہے کہ NFTs چونکہ معاشرتی سطح پر قدر و قیمت رکھتے ہیں اور ان کی خرید و فروخت ممکن ہے، اس لیے وہ مالِ متقوم (legally recognized property) کے درجے میں آ سکتے ہیں۔

فقہائے معاصرین اس پہلو پر مختلف آراء رکھتے ہیں۔

شیخ ڈاکٹر خالد الظفیري کے نزدیک NFT دراصل "حقِ انتفاع" (Right of Usage) ہے، کیونکہ اصل ڈیجیٹل فائل عام طور پر بلاک چین پر نہیں بلکہ کسی بیرونی سرور پر ہوتی ہے۔

"ملكية ال-NFT ليست ملكيةً للمحتوى، بل هي ملكيةٌ للسند المثبت للحقّ في الانتفاع به."[58]

NFT کی ملکیت اصل مواد کی نہیں بلکہ اس کے استعمال کے حق کی تصدیق کی ملکیت ہے۔یہ نکتہ نہایت اہم ہے NFT حقیقی اثاثے کی ملکیت نہیں بلکہ سند ہے۔فقہی اصول میں اگر سند معتبر ہو تو اس سے ملکیتِ اعتباری ثابت ہوتی ہے، جیسے وقف، اجارہ یا حقِ تصنیف کے عقود میں۔

- NFT بذاتِ خود حقیقی ملکیت نہیں بلکہ ملکیتِ اعتباری ہے جو بلاک چین کے ذریعے محفوظ ہوتی ہے۔
- اگر اس کے ذریعے جائز اشیاء کی خرید و فروخت ہو، اور اس میں غرر، قمار یا دھوکہ شامل نہ ہو تو NFT کا لین دین جائز ہے۔
- البتہ اگر NFT ایسی اشیاء کی ملکیت ظاہر کرے جو شرعاً ناجائز ہوں (مثلاً فحاشی پر مبنی آرٹ یا سودی مالیات سے متعلق پروڈکٹس)، تو وہ ناجائز شمار ہوگی۔

NFT کی تعریف، ساخت اور عملی صورتیں

ڈیجیٹل معیشت کی تیز رفتار ترقی نے مالیاتی اثاثوں کی نوعیت اور ان کے تملک (Ownership) کے تصور کو بدل کر رکھ دیا ہے۔بلاک چین ٹیکنالوجی کی بنیاد پر وجود میں آنے والی ایک نئی اصطلاح نان فنجیبل ٹوکن (Non-Fungible Token) ہے، جس نے ڈیجیٹل دنیا میں ملکیت کے ایک نئے باب کا آغاز کیا ہے۔یہ ٹوکن دراصل ایک Unique Digital Asset ہے جو کسی مخصوص ڈیجیٹل چیز (مثلاً تصویر، ویڈیو، فن پارہ یا ورچوئل زمین) کی ملکیت کی نمائندگی کرتا ہے۔لفظ

---

[56] صالح الظفیري، الملكية الرقمية وأثرها الفقهي، الرياض: دار ابن الجوزي، 2022، ص95

[57] الشاطبی، امام۔ الموافقات . مصر: دار المعارف، 2003، ج2، ص112

[58] خالد الظفیري۔ مجلة الاقتصاد الإسلامی. الرياض، 2023، ص201

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

"Fungible" مالیاتی لغت میں اس شے کو کہا جاتا ہے جو قابل تبادلہ (Interchangeable) ہو جیسے سونا، چاندی، یا کرنسی۔ جبکہ "Non-Fungible" اس کے برعکس، ایسی شے کو کہتے ہیں جو اپنی نوعیت میں منفرد ہو اور عین اس کی جگہ کوئی دوسرا وجود نہیں لے سکتا۔ چنانچہ NFT ایک ایسی "ڈیجیٹل ملکیت" ہے جس کی شناخت منفرد اور ناقابل تکرار ہوتی ہے۔

> "A Non-Fungible Token (NFT) is a cryptographic digital certificate of ownership stored on a blockchain that represents a unique digital item, asset, or right which cannot be exchanged on a one-to-one basis[59]".
>
> نان فنجیبل ٹوکن ایک خفیہ کوڈ پر مبنی ڈیجیٹل ملکیتی سند ہے جو بلاک چین پر محفوظ ہوتی ہے اور کسی منفرد ڈیجیٹل شے، اثاثے یا حقِ ملکیت کی نمائندگی کرتی ہے، جس کا ایک سے ایک کے تناسب میں تبادلہ ممکن نہیں۔

اس تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ NFT کی اصل بنیاد "Blockchain Ledger" پر قائم ہے، جہاں ہر ٹوکن کو ایک منفرد شناختی کوڈ (Unique Hash) کے ذریعے ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ اس نظام میں کسی فن پارے، ویڈیو کلپ، یا ڈیجیٹل جائیداد کی ملکیت بلاک چین کے اندر محفوظ ہو جاتی ہے، اور یہ ملکیت عوامی طور پر قابل تصدیق (Verifiable) ہوتی ہے مگر قابل نقل یا تغیر نہیں۔

اسلامی تصورِ ملکیت کے تناظر میں

اسلامی شریعت میں ملکیت کا تصور صرف مادی اشیاء تک محدود نہیں بلکہ اعتباری حقوق (Intangible Rights) کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ فقہائے کرام نے "حقِ انتفاع" اور "حقِ اختصاص" جیسی اصطلاحات کے ذریعے غیر مادی ملکیت کی بنیاد رکھی ہے۔ قال الإمام القرافی:

كلُّ حقٍّ يجوز الاعتياض عنه بالمال فهو مالٌ يُملَك[60]

"ہر وہ حق جس پر مالی معاوضہ لینا جائز ہو، وہ مال کے حکم میں ہے اور اس پر ملکیت قائم ہوتی ہے۔"

امام قرافیؒ کے اس قول سے فقہی قاعدہ وضع ہوتا ہے کہ شریعت کی رو سے اگر کوئی حق مالی مفاد رکھتا ہو اور قابل تبادلہ ہو تو وہ "مال" ہے، چاہے وہ محسوس (Tangible) نہ ہو۔ اس اصول کی بنیاد پر NFT کو بھی ایک "اعتباری ملکیت" کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اس کی شرعی حدود میں تجارت کی جائے۔

NFT کی ساخت (Structure of NFT)

NFTs عام طور پر Ethereum Blockchain پر تیار کیے جاتے ہیں، جہاں "Smart Contract" کے ذریعے ہر ٹوکن کی تفصیلات لکھی جاتی ہیں۔ جیسے:

- Token ID (منفرد شناخت)
- Metadata (ملکیت کی تفصیلات)
- Creator Signature (خالق یا بانی کا دستخط)
- Blockchain Address (ڈیجیٹل پتہ)

یہ تمام ڈیٹا "Immutable" ہوتا ہے، یعنی ایک بار ریکارڈ ہو جائے تو بدل نہیں سکتا۔

> "NFTs create verifiable digital scarcity and digital ownership, enabling creators to monetize their works in a decentralized ecosystem[61]".

---

[59] Antonopoulos, Mastering Blockchain, 3rd ed., 2022, p. 411

[60] الفروق للقرافی، ج3، ص266

[61] Tapscott & Tapscott, Blockchain Revolution, 2021, p. 237

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

“NFTsایک ایسا نظام قائم کرتے ہیں جس میں ڈیجیٹل سطح پر ملکیت کی تصدیق اور نایابی ممکن ہوتی ہے، جس سے تخلیق کار اپنی تخلیقات کو غیر مرکزی مالیاتی نظام میں فروخت کر سکتے ہیں۔”

NFTکی عملی افادیت کو ظاہر کرتا ہے۔اسلامی نقطۂ نظر سے یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ "ملکیت" حقیقی ہے یا صرف "اعتباری سند"؟ فقہی طور پر اگر کسی شے کا حقیقی وجود نہ بھی ہو لیکن اس کے منافع یا حقوق قابل معاوضہ ہوں تو وہ ملکیت کے حکم میں آسکتی ہے۔

مصادر و مراجع

1. الکاسانی، علاء الدین۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2009
2. الفخر الرازی۔ التفسیر الکبیر۔ مصر: دار المعارف، 2000
3. الشاطبیؒ، امام۔ الموافقات۔ مصر: دار المعارف، 2003
4. شمس الائمہ السرخسی۔ المبسوط۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1993
5. ابو حامد الغزالی۔ احیاء علوم الدین۔ قاہرہ: دار المعارف، 1986
6. محمد تقی عثمانی۔ فقہی مقالات۔ کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2010
7. احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ۔ مجموع الفتاویٰ۔ ریاض: مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف، 1995
8. ڈاکٹر عمر چپلّی۔ اسلامی مالیات میں ٹیکنالوجی کا کردار۔ کوالالمپور: انٹرنیشنل شریعہ ریسرچ اکیڈمی، 2021
9. محمد علی القری۔ اسلامی مالیات میں ڈیجیٹل جدتیں۔ جدہ: اسلامک ڈویلپمنٹ بینک انسٹی ٹیوٹ، 2022
10. العملات الرقمیۃ وأحکامھا الشرعیۃ۔ ریاض: دار ابن الجوزی، 2021
11. احیاء علوم الدین۔ قاہرہ: دار المعارف، 2008
12. یوسف القرضاوی۔ فقہ الزکاۃ۔ بیروت: مؤسّسۃ الرسالۃ، 1998
13. محمد تقی عثمانی۔ اسلام اور جدید معیشت۔ کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2019
14. محمد تقی عثمانی۔ اسلام اور جدید معیشت۔ کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2020
15. الجامع لأحکام القرآن۔ قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 2008
16. صالح السویحان۔ العملات الرقمیۃ وأثرھا في الفقہ المالي۔ الریاض: جامعۃ الإمام، 2020
17. خالد الظفیري۔ مجلۃ الاقتصاد الإسلامی۔ الریاض، 2023
18. صالح الظفیري۔ الملکیۃ الرقمیۃ وأثرھا الفقھي۔ الریاض: دار ابن الجوزي، 2022

English Sources

1. Organisation for Economic Co-operation and Development. Digital Economy Outlook 2020. Paris: OECD Publishing, 2020.
2. M. Umer Chapra. Islam and the Economic Challenge. Leicester: The Islamic Foundation, 1992.
3. International Monetary Fund. Global Financial Stability Report 2023. Washington, DC: IMF Publications, 2023.
4. Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions. FinTech Shari‘ah Governance Framework. Manama: AAOIFI Publications, 2022.

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

5. Al-Suwaidi, Sami. Islamic Finance and Digital Transformation. Manama: AAOIFI Publications, 2023.
6. Usmani, M. Taqi. An Introduction to Islamic Finance. Karachi: Maktaba Ma'ariful Quran, 2020.
7. Don Tapscott and Alex Tapscott. Blockchain Revolution: How the Technology Behind Bitcoin and Other Cryptocurrencies Is Changing the World. New York: Penguin, 2018.
8. Satoshi Nakamoto. Bitcoin: A Peer-to-Peer Electronic Cash System. White Paper, 2008.
9. Sadiq Zaman. Blockchain and Islamic Finance: A Juristic Perspective. London: Routledge, 2022.
10. Ali al-Qaradaghi. “Al-ʿUmlah al-Raqmiyyah wa Mawqif al-Sharʿi.” Doha, 2021.
11. Monzer Kahf. Contemporary Islamic Finance Issues. Istanbul: Research Center for Islamic Economics, 2020.
12. Makarim Shirazi. Ajwibat al-Istiftaʾat al-Muʿasirah. Qom, 2018.
13. Matt Hall. Blockchain and Digital Ownership. Oxford: Oxford University Press, 2022.
14. Antonopoulos, Andreas. Mastering Blockchain. 3rd ed. London: O’Reilly Media, 2022.
15. Tapscott, Don, and Alex Tapscott. Blockchain Revolution. New York: Penguin, 2021.